ایک اور روایت میں ہے کہ ہر شخص کو اپنی قربانی کا گوشت کھانا چاہیے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیاکل کل رجل من اضحیتہ رواہ الطبرانی فی الکبیر

قال الھیثمی وفیہ عبد اللہ بن خراش وثقہ ابن حبان وقال ربما اخطاء وضعفہ الجمھور۔

(مجمع الزوائد ص ۲۵/۴)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب کوئی قربانی دے تو اسے اپنی قربانی کا گوشت کھانا چاہیے۔

اذا ضحی احدکم فلیاکل من اضحیتہ رواہ احمد قال الھیثمی رجالہ رجال الصحیح

ص ۲۵/۴، وقال السیوطی (حم) عن ابی ھریرۃ (صح) جامع صغیر ص ۲۹/۱)

ان دونوں روایات کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ: قربانی کر کے اپنی قربانی کے گوشت سے روزہ کھولنا چاہیے! دوسرے یہ کہ: قربانی دی ہے تو اس کا گوشت بھی آپ کو کھانا چاہیے، انحرے یا تقشف سے کام نہیں لینا چاہیے، یہ مبارک گوشت ہے، اس سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔

باقی رہے وہ لوگ جو قربانی دینے سے معذور ہوتے ہیں، ان کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ نماز عید سے فارغ ہو لیں، پھر جو چاہیں کھا پی لیں۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یخرج یوم الفطر حتی یطعم ولا یطعم یوم الاضحیٰ حتی یصلی

(رواہ الترمذی ص ۱/۱۰) واللہ اعلم

۳۔ استفتاء

گوجرانوالہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرح متین اس مسئلہ میں کہ زید اور بکر ایک دعوت میں مدعو تھے دونوں بھائی جب وقت مقررہ پر وہاں پہنچے تو دیکھا کہ لوگ کھڑے کھڑے حیوانوں کی طرح کھانے میں معروف ہیں، زید کی غیرت نے اس بات کو گوارا نہ کیا۔ اور اس فعل پر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے واپس چلا آیا۔ جب اہل خانہ نے زور دیا کہ آپ واپس نہ جائیں بلکہ یہیں الگ بیٹھ کر کھانا کھالیں۔ تو زید نے یہ کہہ کر وہاں بیٹھنے سے انکار کر دیا کہ جب آپ کا یہ فعل و اقدام غیر شرعی ہے اور انسانی عزت و تکریم کے خلاف ہے تو میں محض اپنی ذات کے لیے الگ بیٹھ کر یہاں کھانا نہیں کھا سکتا۔ لیکن بکر نے اس خیال سے وہاں الگ بیٹھ کر کھا لیا کہ اولاً بیٹھ کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ثانیاً قطع تعلق مناسب نہیں ہے، ثالثاً ان لوگوں کو بعد از طعام نرمی سے سمجھانا مقصود ہے۔ یہ الگ بات ہے وہ سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اس بنا پر بکر نے زید کو مجبور کیا کہ تم بھی بیٹھ کر کھانا کھالو۔ لیکن زید اپنے موقف پر

قائم ہے۔ کہ امر بالمعروف کھانے سے پہلے ہو چکا کہ یہ طریقہ غیر شرعی ہے لہذا یہاں سے کنارا کرنا ضروری ہے۔ اللہ کی حدود پھاندنے والوں سے اظہار ناراضگی اور وقتی قطع تعلق کا کوئی حرج نہیں۔ دونوں میں سے کس کا موقف صحیح ہے۔ بیّنوا و توجروا۔

جواب بذریعہ محدث یا کسی بھی جماعتی اخبار کے عنایت فرمائیے۔ والسلام۔

از عبداللہ اہلحدیث — پرانی سبزی منڈی۔ گوجرانوالہ

دعوت ولیمہ میں کھڑے ہو کر کھانے کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرنا

الجواب

زید کا موقف، بکر کے قول کی بہ نسبت اقرب الی الحق و الحکمۃ ہے: تفصیل اس کی یہ ہے۔

کھانا ہو یا پینا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھ کر کھاتے تھے۔

عن انس قال رایت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مُقعیا یا کل تمرا (مسلم ص ۱۸۰/۲ باب استحباب تواضع الاکل و صفۃ تعودہ)

امام نووی نے "کھانے والے" کے عاجزانہ انداز پر اس حدیث کو محمول کیا ہے، تبویب سابق ملاحظہ ہو۔ بیٹھنے کے انداز مختلف تھے، بعض اوقات گھٹنے ٹیک کر بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک اعرابی نے اس بیٹھک پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیا بیٹھنا ہوا تو آپ نے فرمایا: اللہ نے مجھے معزز عبد بنایا ہے، مجھے سرکش متکبر نہیں بنایا:

فلما کثروا جثی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال الاعرابی ما ھذہ الجلسۃ؟ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ جعلنی عبدا کریما ولم یجعلنی جبارا عنیدا (ابوداؤد باب فی الاکل من اعلی الصحفۃ)

معلوم ہوا کہ ایسی فروتنی اور انکساری جو باوقار بھی ہو، گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا اس کے منافی نہیں ہے بلکہ اسلام کی نگاہ میں یہ عین معزز طریقہ ہے۔ دراصل بات زاویۂ نگاہ کی ہے، ایک سچا "عبد مسلم" جہاں بھی ہوتا ہے، وہ یہی تصور کرتا ہے کہ وہ خدا کے حضور حاضر ہے، چنانچہ جب کھانے پینے کا وقت آتا ہے تو وہ اب بھی یہی تصور کرتا ہے کہ وہ خدا کے دربار میں حاضر ہے، اور اس کا دیا ہوا کھانا ایک منگتے کی طرح کھانے لگا ہے، اس لیے گھٹنے ٹیک کر بیٹھتا ہے جیسے بندہ اپنے آقا کے سامنے بیٹھتا ہے۔ ایسا شخص گو بظاہر کھاتا نظر آتا ہے جو ایک دنیوی گورکھ دھندا ہے۔ تاہم خدا کے ہاں وہ اب بھی عبادت میں مصروف ہوتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ:

میں ایک عبد (بندۂ خدا) ہوں اور ایک عبد کی طرح کھاتا ہوں اور ایک عبد کی طرح بیٹھتا ہوں۔

آکل کما یاکل العبد واجلس کما یجلس العبد (رواہ فی شرح السنۃ - مشکوٰۃ باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال القاری: اما علی الرکبتین کھیئۃ الصلوٰۃ وھو افضل الھیئات (مرقات ص ۲۱۱ ج) یعنی جیسے کوئی نماز میں بیٹھتا ہے ویسے بیٹھنا چاہیے۔

ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ: میں تو صرف عبد (خدا کا بندہ اور غلام) ہوں، ہمارا کھانا اور پینا ایک عبد کی طرح ہے۔

فانما انا عبد ناکل کما یاکل العبد ونشرب کما یشرب العبد (المطالب العالیہ ص ۲۳ ج ۲ عن رجل من بنی فہر، واخرجہ الہیثمی عن ابی ھریرۃ وعزاہ للبزار مختصرا وفیہ ابن رشید دمجاعۃ قال لم اعرفھما وبقیہ رجالہ ثقات)

سیوطی نے طبرانی سے روایت کی ہے کہ: ابن عباس فرماتے ہیں: حضور زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے۔

کان یجلس علی الارض ویاکل علی الارض رطب۔ عن ابن عباس - صح - جامع صغیر ص ۱۱۱ ج ۲ باب کان وھی شمائل الشریفۃ)

حافظ ابن القیم فرماتے ہیں کہ: آپ کا بڑی سے بڑی ٹھاٹ باٹھ والا دستر خوان صرف یہ تھا کہ: زمین پر رومال رکھ کر کھاتے۔

وکان معظم مطعمہ یوضع علی الارض فی السفر وھی کانت مائدتہ (زادالمعاد ص ۵۲ ج ۱)

دارمی کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے جوتا اتار کر کھانے کو فرمایا تھا کہ اس طرح پاؤں سہلا لیتے ہیں۔

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا وضع الطعام فاخلعوا نعالکم فانہ اروح لاقدامکم (دارمی ص ۱۱ ج ۲ باب خلع النعال عند الاکل)

یہ وہ امور ہیں جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کھانے پینے کے سلسلے میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اگر کسی کو اپنے ایمان اور حضور کی سنت سے پیار ہے تو اس کے لیے اس سے مختلف سوچنا ہی غلط ہے اس لیے حضور کی سنتِ حسنہ کا تنہا یہ مثبت پہلو ہی ہمارے لیے کافی ہے، چہ جائیکہ: کھڑے ہو کر کھانے پینے کی نہی بھی آگئی ہو۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے سیرۃ النبی ص ۲۰۳ ج ۲ میں لکھا ہے کہ:

میز یا خوان پر کبھی نہیں کھایا، خوان زمین سے کسی قدر اونچی میز ہوتی ہے اعجم اسی پر کھانا رکھ کر

کھاتے تھے۔ چونکہ یہ بھی فخر و امتیاز کی علامت تھی یعنی امراء اور اہلِ جاہ کے ساتھ مخصوص تھی اس لیے آپ نے اس پر کھانا پسند نہیں فرمایا۔

یہاں تو اس پر اضافہ "کھڑے ہونے" کا بھی ہو گیا ہے۔ اور غرباء کے لیے یہ فتنہ بنتا جا رہا ہے۔ اگر حضور کی سنت پر عمل کیا جائے، زمین پر چٹائی وغیرہ بچھا کر روٹیوں والی چادریں اور رومال پر کھانا رکھ کر کھانے کی کوشش کی جائے تو بہت سے مخمصوں سے نجات مل جائے۔ آج کل سب سے بڑا بہانہ پینٹ کا بہانہ ہے پہلے تو یہ ہمارا ملی اور قومی لباس نہیں ہے۔ مغربی اقوام کے مزدوروں نے کارخانوں میں کام کاج میں پھرتیلے پن کے لیے اسے ایجاد کیا تھا، اب وہ لوگ بھی اس پر قربان ہونے لگے ہیں جن کو تنکا توڑنے کی زحمت کا بھی سامنا نہیں ہوتا۔ چلیے اسے بھی چھوڑیئے۔ پینٹ ہی سہی، اس کے ساتھ آخر نماز بھی تو پڑھتے ہیں۔ اگر حضور کی سنت کے لیے اسے بھی اپنا لیں تو کچھ گراں سودا بھی نہیں ہے۔ ویسے بھی کھڑے ہو کر کھانا مسرفین اور مترفین کا فیشن ہے، جس کو بہرصورت حضور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

روایات نہی۔ حضور نے کھڑے ہو کر کھانے پینے سے منع بھی فرمایا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ: حضور نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نهی عن الشرب قائماً (مسلم باب فی الشرب قائماً ص۱۷۳ ج۲)

صرف منع نہیں، ڈانٹ بھی دیا تھا۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم زجر عن الشرب قائماً (مسلم ص۱۷۳ ج۲ و شرح معانی الآثار للطحاوی ص۳۹۴ ج۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ کھڑے ہو کر کوئی نہ پیئے، اگر کوئی پی لے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اسے قے کر دے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یشربن احد کم منکم قائماً فمن نسی فلیستقئ (مسلم ص۱۷۳ ج۲)

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ: اگر کھڑے ہو کر پینے کی سنگینی کا کسی کو علم ہو جائے تو وہ اسے قے ہی کر دے۔

لو یعلم الرجل الذی یشرب وھو قائم لاستقاء (نیل الاوطار بحوالہ احمد وقال صححہ ابن حبان عن ابی ھریرۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک شخص کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا تو فرمایا اسے قے کر دے، اس نے عرض کی: حضور! کیوں؟ فرمایا: کیا یہ پسند کرو گے کہ بلی آپ کے ساتھ پیئے۔ کہا نہیں!

فرمایا: آپ کے ساتھ تو شیطان نے نوش کیا ہے: قال ابو ہریرۃ:

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای رجلا یشرب قائما فقال قہ قال لمہ؟ قال ایسرک ان یشرب معک الھر؟ قال لا، قال قد شرب معک من ھو شر منہ الشیطان (رواہ احمد۔ نیل ص۱۲/۸)

حضرت انسؓ سے قتادہ نے پوچھا کہ: یہ تو پینا ہوا، کھانے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ اس سے بھی بدتر یا خبیث تر فعل ہے:

عن انس ان النبی صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نھی ان یشرب الرجل قائما قال قتادۃ: فقلنا: فالاکل؟ فقال: ذاک اشر او اخبث (مسلم ص۱۷۳/۲)

یہ وہ روایات ہیں جو کھڑے ہو کر پینے کے خلاف ہیں، لیکن کچھ اور روایات ایسی ملتی ہیں جن سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جو کھڑے ہو کر پینے کو جائز کہتے ہیں۔ وہ روایات یہ ہیں۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر زمزم کا پانی پیا تھا۔

عن ابن عباس: قال شرب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قائما من زمزم (مسلم ص۱۷۳/۲ والبخاری واللفظ لہ ص۸۴۰/۲)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم تو حضور کے زمانہ میں چلتے پھرتے اور کھڑے کھاتے پیتے تھے۔

کنا ناکل علی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونحن نمشی ونشرب ونحن قیام (ترمذی وصححہ ماجاء فی الرخصۃ فی الشرب قائما)

حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر پی کر دکھایا کہ لوگ برا مناتے ہیں حالانکہ حضور کو میں نے ویسے کرتے دیکھا ہے، جیسے میں نے کیا ہے:

شرب وھو قائم، قال ان ناسا یکرھون الشرب قائما وان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صنع مثل ما صنعت (رواہ البخاری احمد واللفظ لہ ص۸۴۰/۲)

اس کے علاوہ کچھ موقوف آثار ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر پینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس لیے اس میں اختلاف ہو گیا ہے۔ جمہور کا فیصلہ یہ ہے کہ: جن احادیث میں نہی وارد ہوئی ہے، اس سے مراد نہی تنزیہہ (مکروہ تنزیہی) ہے گویا کہ کھڑے ہو کر کھانا پینا شایان شان بات نہیں ہے اور جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر کھایا پیا جا سکتا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حرام نہیں ہے، گنجائش ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اور دوسرے بہت سے ائمہ نے اس توجیہ کو پسند کیا ہے۔

وھذا احسن المسالک واسلمھا وابعدھا من الاعتراض (فتح الباری ص۳۶۴/۲۳)

صحیح یہ ہے کہ: یہ جائز نہیں ہے، حضور سے جہاں جہاں کھڑے ہو کر پینا ثابت ہے، وہ استثنائی صورتیں ہیں مثلاً زمزم کا پانی ہے، حضورؐ نے اسے "بابرکت" شے کہا ہے: نها مباركة (مسلم ص۲۹۶ فضائل ابی ذر) یہ پانی جبرئیل امین نے اپنے پاؤں کی ایڑی مار کر نکالا تھا: ان جبرائیل حين ركض زمزم بعقبه (موارد الظمآن ص۲۴۵ وفی روایة للبخاری: فاذا هی الملك عند موضع زمزم فبحث بعقبه او قال بجناحه حتى ظهر الماء)

ابن حبان وطبرانی وغیرہ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ روئے زمین پر سب سے بہتر زمزم کا پانی ہے۔

خير ماء على وجه الارض ماء زمزم (رجاله ثقات)

حضورؐ کا سینہ مبارک بھی اسی ماء زمزم سے دھویا گیا تھا۔

فنزل جبرائيل ففرج صدري ثم غسله بماء زمزم (بخاری ص۲۲۱)

اس پانی کی ان مبارک خصوصیات کی بنا پر آپ نے کھڑے ہو کر پیا، امام بخاری کے صنیع سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے: چنانچہ "باب ماجاء زمزم" کے عنوان کے تحت کھڑے ہو کر زمزم کے پانی کے پینے کا ذکر فرمایا ہے۔

ان ابن عباس حدثهم قال سقيتُ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من زمزم فشرب وهو قائمٌ (بخاری ص۲۲۱)

چنانچہ ائمہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا چاہیے بلکہ وضو کے پانی کا بھی یہی حکم ہے (حواشی سلفیہ بحوالہ لمعات ومرقات) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر جو پانی پی کر دکھایا تھا، وہ وضو کا ہی تھا۔ اس کے علاوہ امام ابن القیم فرماتے ہیں کہ جہاں کھڑے ہوتے کا ذکر ہے، وہ "شرعی عذر" کی بنا پر ہے۔ یعنی عام حالات کی یہ بات نہیں ہے۔

باقی رہا بعض صحابہ کا عمل کہ وہ کھڑے ہو کر پینے میں کوئی حرج نہیں تصور کرتے تھے تو حدیث مرفوع (ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہوتے ہوئے ان کو محل استدلال میں پیش کرنا مناسب نہیں ہے۔ منع والی حدیثوں میں بعض ایسے حقائق بیان کیے گئے ہیں جو جواز کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہنے دیتے۔

زجر۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے ڈانٹ اور جھاڑ پلائی تھی تو یہ بات اس وقت ممکن ہوتی ہے جب اسلامی روح اس کو برداشت نہ کرتی ہو۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم آزادانہ چلتے پھرتے اور کھڑے

ہوکر کھا پی لیتے تھے، غالباً حضورؐ نے کچھ ایسی ہی صورتِ حال دیکھ کر ان کو تنبیہ فرمائی ہوگی۔ کیونکہ "زجر و توبیخ" کے مواقع کچھ اسی قسم کے مواقع ہوتے ہیں، یہ صرف مسئلہ بتلانے کی بات نہیں ہوتی۔ کیونکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض عام ہے اور حضورؐ زجر و توبیخ کے ذریعے اس کو بند کرنا چاہتے ہیں۔

قے کرنا۔ اگر بھولے سے کوئی پی لے تو اسے یہ کہنا کہ قے کردے، یہ کچھ سادہ سی بات نہیں ہوسکتی، اگر اس کی سنگینی "قے کرنے" کے منظر سے زیادہ کریہہ نہ ہوتی تو اسے قے کرنے کو بالکل نہ فرماتے۔ کیونکہ "قے کرنا" کھڑے ہوکر کھانے پینے سے شدید تر بھی ہے اور مکروہ تر بھی، کیونکہ اس سے سخت گھن آتی ہے۔

شیطان کی شرکت۔ یہ ارشاد کہ شیطان نے تیرے ساتھ شرکت کی ہے یہ بات "مکروہ تنزیہہ" نہیں رہنے دیتی۔ کیونکہ شیطان کی شرکت بہت بڑی معصیت کی علامت ہوتی ہے۔ دورِ حاضر کے عظیم محدث حضرت شیخ البانی کا بھی یہی ارشاد ہے۔

وخالفهم ابن حزم فذهب الى التحريم وهل هذا هو الاقرب للصواب فان القول بالتنزيه لايساعده لفظ "زجر" ولا الامر بالاستقاء لانه .... فيه مشقة شديدة على الانسان وما اعلم ان فى الشريعة مثل هذا التكليف كجزاء لمن تساهل بامر مستحب وكذلك قوله قد شرب معك شيطان فيه تنفير شديد عن الشرب قائما وما اخال ذلك يقال فى ترك مستحب (الاحاديث الصحيحة ص۳۳۸)

اس کے علاوہ یہ "شعار" صرف دنیا دار اور متجددین کا ہے، صلحائے امت کا یہ شعار نہیں ہے جہاں نیکوں کا اجتماع ہو وہاں آپ یہ رنگ نہیں دیکھیں گے۔ کیونکہ کھانے پینے کی جو عام اور معتاد سنت ہے اجتماعی طور پر صلحاء اس کے خلاف پر مجتمع ہو جائیں بہت بڑی دھاندلی ہے۔ اس لیے جن صاحب نے اس منکر کو دیکھ کر واک آؤٹ کیا ہے۔ انھوں نے درست کیا ہے۔ اس سے بھی کہیں معمولی قسم کا منکر دیکھ کر حضورؐ نے اپنی جگر گوشہ "بتولؓ" کے گھر سے اور حضرت ابو ایوبؓ نے حضرت ابن عمرؓ کے گھر سے احتجاجاً واک آؤٹ کیا تھا۔ (مجمع الزوائد وغیرہ) واللہ اعلم۔

۴ استفتاء سحری کی اذان

گوجرانوالہ (پرانی سبزمنڈی) سے جناب عبداللہ صاحب لکھتے ہیں۔

سحری کی اذان کا کیا حکم ہے، اگر سنت ہے تو اس کے منکر کو کیا کہا جائے؟ (مختصراً)

الجواب

بھائی میرے! آپ نے یہ استفتا کرکے ہمارے زخموں کو چھیڑ دیا ہے۔ آپ کو شاید اندازہ نہیں کہ آپ